"ترجمان القرآن" کی پچھلی چند اشاعتوں میں میں نے ایک مضمون تعلیم القرآن کی ضرورت پر لکھا تھا۔ جو غلطی سے "اصول اخلاق وسیاست وقانون" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس میں گفتگو کرتے ہوئے میں نے اس مسئلہ سے بھی بحث کی تھی کہ اسلام میں جتنے فرقے پیدا ہوئے ہیں وہ سب کتاب وسنت پر اپنی بنیاد رکھتے ہیں! اس وجہ سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ کتاب وسنت ہی اختلاف کا سرچشمہ ہے، اور اسی وجہ سے ہماری مذہبی تعلیم میں کتاب وسنت سے اعراض کرکے زیادہ تر زور فقہ اصول اور کلام کی کتابوں پر دیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کتاب وسنت وحدت واتفاق کا سرچشمہ ہے اور اختلاف کا سرچشمہ خود ہمارے شرور نفس اور خود ہماری اپنی جہالت میں ہے! اس لئے اختلاف کے فتنے کو مٹانے یا کم از کم ضعیف کردینے کیلئے کتاب وسنت کی تعلیم سے اعراض کرنا نہیں بلکہ زیادہ تر اسی پر زور دینا ضروری ہے، اس سلسلہ میں میں نے لکھا تھا کہ:۔

دین میں اصل فتنہ اختلاف کا فتنہ نہیں، تشیع وتحزب اور تعصب کا فتنہ ہے۔ ہر گروہ کا صرف اپنے مذہب، اپنے مسلک اور اپنی منہاج کو اصل دین اور ایک ہی صراط مستقیم قرار دینا دوسرے گروہوں کو خارج از دین اور گم کردہ راہ سمجھنا اسلامی عصبیت کو چھوڑ کر فرقیانہ عصبیت اختیار کرنا، آپس میں عداوت اور ایک دوسرے سے نزاع رکھنا، یہی اصلی فتنہ ہے، اسی کو قرآن نے تفرق فی الدین سے تعبیر کیا ہے، یہی وہ چیز ہے جس سے بچنے کی قرآن میں بار بار تاکید کی گئی ہے اور اس کے متعلق فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوا دینھم وکانوا شیعًا لست منھم فی شی (۶: ۲۰) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور گروہ گروہ بن گئے۔ اے محمدؐ! انہیں ان سے کوئی واسطہ نہیں"

آگے چل کر پھر لکھا تھا۔

طریقوں کے اختلاف سے ڈر کر نفسِ قرآن کو جو اصل دین ہے چھوڑ بیٹھنا اور اس سے غفلت برتنا کوئی عقلمندی نہیں ہے، قرآن کے مطالعہ سے جزئیات و فروع میں تاویل و تعبیر کے اختلافات تو ضرور پیدا ہوں گے مگر کلیات و اصول جن پر دین کا مدار ہے لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائیں گے۔ اور وہ جس قدر زیادہ جاگزیں ہوں گے اسی قدر تفرق فی الدین اور تحزب اور تشیُّع کا قلع قمع ہو گا۔"

بات بالکل صاف تھی۔ مگر اس سے میرے ایک شیعہ بھائی کو عجیب غلط فہمی پیدا ہو گئی۔ وہ اپنے ایک عنایت نامہ میں مجھ کو لکھتے ہیں:-

"آپ نے اس مضمون میں (۱) تشیُّع کو اختلاف سے بڑھ چڑھ کر فتنہ اور قابل حذر ظاہر فرمایا ہے۔ (۲) شیعوں کی تکفیر کے قائل ہوئے ہیں۔ (۳) اور ان کے قلع و قمع کے لئے جمہور کو برانگیختہ کیا ہے۔

یہ ساری غلط فہمی صرف ایک لفظ تشیُّع کے معنی او محل استعمال پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔ میرے بھائی نے تشیُّع سے وہ اصطلاحی شیعیت مراد لے لی ہے جس کا اطلاق شیعانِ علیؓ کے مذہب پر ہوتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ پوری عبارت کو پڑھ لیتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ لفظ اس مخصوص اصطلاحی معنی میں نہ وہاں استعمال ہوا ہے اور نہ اس عبارت میں اس کے یہ معنی کسی طرح ہو سکتے ہیں۔ لکھنے والے نے تو اس کو قرآن سے اخذ کیا ہے اور وہ آیت بھی درج کر دی ہے جس سے یہ لفظ ماخوذ ہے، اور اس کے ساتھ دوسرے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں جو اس کے مطلب و مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں یعنی تحزُّب اور تعصُّب، اور تفرق فی الدین۔ لغتِ عرب میں شیعہ کہتے ہیں۔ گروہ اور فرقہ کو اور اسی معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے، چنانچہ سورۂ مریم کے پانچویں رکوع

میں ہے۔ ثُمَّ لننزعن من کُلِّ شیعۃٍ ایُّھم اشدُّ علی الرحمان عتیًّا۔ پھر ہم ہر گروہ میں سے کچھ لوگوں کو الگ نکال لیں گے۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ کون لوگ خدائے رحمان سے سرکشی کرنے میں زیادہ شدید تھے۔ سورہ قصص کے دوسرے رکوع میں ہے فوجد فیھا رجلین یقتتلان ھٰذا مِن شیعتِہٖ وھٰذا من عدوّہ۔ وہاں اس نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا ایک اس کے اپنے گروہ سے تھا اور دوسرا دشمن گروہ سے۔ اسی لفظ شیعہ کی جمع شِیَع ہے اور یہ لفظ بھی اسی معنی میں قرآن کے اندر آیا ہے سورۂ الحجر کے پہلے رکوع میں ہے ولقد ارسلنا من قبلك فی شیع الاولین۔ ہم نے تم سے پہلے گذشتہ قوموں میں بھی رسول بھیجے تھے۔ سورۂ انعام کے آٹھویں رکوع میں ہے۔ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بعضکم باْسَ بعض۔ یا تم کو گروہ گروہ کرکے آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے سورہ قصص کے پہلے رکوع میں ہے۔ اِنَّ فرعَونَ علا فی الارض وجعل اھلھا شیعًا۔ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں بانٹ دیا۔ سورۂ روم کے چوتھے رکوع میں ہے ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شِیَعًا۔ کلُّ حزبٍ بما لدیھم فَرِحون تم ان مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اپنے دین کے ٹکڑے کر دیے اور مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔ ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

اسی مادہ سے لفظ تشیُّع نکلا ہے جس کے معنی ہیں متفرق اور پراگندہ ہو جانے کے۔ چنانچہ عرب کا محاورہ ہے قطرت قطرۃ من اللبن فی الماء فتشیع فیہ ای تفرّق۔ اس تشیُّع کو اس تشیُّع سے کیا واسطہ۔ جو نزول قرآن کے کئی برس بعد ایک مخصوص اصطلاح بنا ہے۔ کم از کم اتنا تو معترض کو بھی معلوم ہے کہ قرآن میں یہ لفظ کہیں بھی اس اصطلاحی معنی میں مستعمل نہیں ہوا ہے۔

پھر میرے بھائی نے اتنا تو غور کیا ہوتا کہ ایک شخص جس عبارت میں سرے سے فریقانہ عصبیت
کی مخالفت کر رہا ہے کہہ رہا ہے کہ جزئی و فروعی اختلافات کو اصلی اور بنیادی اختلاف نہ بناؤ، آپس کی تکفیر اور
مختلف فرقوں کے ایک دوسرے کو گمراہ اور خارج از دین قرار دینے کو فتنے سے تعبیر کر رہا ہے۔ جو تفرقہ کے فتنہ کا
قلع قمع کرنے کی دعوت دے رہا ہے اور قرآن مجید کے پیش کئے ہوئے اصول پر متحد ہو جانے کے لئے بلا رہا
ہے، اس کی اس عبارت اور ٹھیک اسی عبارت میں اسلام کے ایک بڑے فرقہ کی تکفیر اور اس کے قلع
قمع کے لئے جمہور کو برانگیختہ کرنے کا آخر کونسا محل تھا۔ اگر لکھنے والے نے درحقیقت اس مضمون کے ان جملوں
میں جو اوپر نقل کئے گئے ہیں کسی گروہ مسلمین کی تکفیر کی ہوتی اور اس کے قلع قمع کے لئے جمہور کو برانگیختہ کیا
ہوتا، تو ایک عقلمند کا کام یہ نہ تھا کہ اس کو سمجھانے کی کوشش کرتا، بلکہ اس کا کام تو یہ تھا کہ مقامی پولیس
کو ایک خطرناک پاگل کے ظاہر ہونے کی اطلاع دیتا۔

ان عزیز نے مجھے اسلامی فرقوں کے اختلاف کی اصل سمجھانے کی بھی کوشش فرمائی ہے جس کے لئے
میں ان کا شکر گذار ہوں۔ میں نے بھی تھوڑا بہت اسلامی فرقون کے اصول اور اختلاف کی بدایت و نہایت کے متعلق
پڑھا ہے مگر کبھی اس نیت سے نہیں پڑھا کہ کسی فرقہ کی تردید اور کسی فرقہ کی تائید کے لئے دلائل حاصل کروں
بلکہ محض تحقیق اور ایک کلمہ سواء کی تلاش کے لئے پڑھا ہے۔ میرے پیش نظر کبھی سنیت اور شیعیت حنفیت
اور وہابیت کا سوال نہیں رہا۔ میں ہمیشہ اصل اسلام کی جستجو میں رہا ہوں اور میری غایت تمنا یہ ہے کہ اللہ اس
اصل اسلام کی خدمت میں میری ساری قوت صرف فرما دے اور اس قوت کا کوئی حصہ فرقوں اور گروہوں
کی باہمی نزاعات میں صرف ہونے کے لئے باقی نہ رہنے دے۔